تاریخ وسیر — از سید اعظم رضوی

متبع کاملِ رسولؐ
صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ

غزوہ میں شرکت:

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تمام غزوات ومہمات میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے شانہ بشانہ رہے، مولانا سعید اکبر آبادی اپنی کتاب "صدیقِ اکبرؓ" میں رقمطراز ہیں:

"آپؓ میدانِ رزم میں ایک نہایت بہادر سپاہی نظر آتے۔ مشورہ کے وقت آپ ایک اعلیٰ درجہ کے مشیر اور وزیرِ باتدبیر۔ ناموافق حالات میں پتھر کی چٹان کی طرح مضبوط اور سازگار حالات میں نہایت حلیم وباوقار۔"

اور حقیقت بھی یہی ہے کہ غزوۂ احد میں جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے اعراض کے نتیجے میں پانسہ پلٹا، حضرت مصعبؓ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مشابہت رکھتے تھے، شہید ہوئے تو خبر اڑ گئی کہ رسولؐ اللہ شہید کر دیے گئے۔ یہ سن کر بڑے بڑے دل گردے والے حوصلے ہار گئے حتیٰ کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی ہمت ہار بیٹھے لیکن صدیقِ اکبرؓ نعرہ بلند کرتے ہیں کہ:

"مُوتُوا علیٰ ما مات رسول اللہ"

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد زندگی کا کیا فائدہ؟ اور اگر مرنا ہی ہے تو کیوں نہ کفار سے لڑتے ہوئے جان دے دی جائے!

یہ ہے دراصل اسلام کی صحیح روح کو سمجھ لینے کا نتیجہ کہ نامناسب حالات میں بھی پائے استقلال میں ذرہ برابر لرزش نہ آسکی۔ ہجرت کے بعد کم وبیش جتنے بھی غزوات ہوئے، آپؓ ان سب میں شریک رہے۔

وصالِ مبارک اور صدیق اکبرؓ کی آزمائش:

ربیع الاول ۱۱ھ میں آفتاب رسالت غروب ہوگیا تو مسلمانوں پر شدتِ غم سے سکتہ طاری تھا۔ حضرت عمرؓ محبتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی شدت میں میان سے تلوار نکال لیتے ہیں کہ اگر کوئی یہ کہے کہ رسول اللہ فوت ہو گئے تو گردن اڑا دوں گا۔ حضرت ابوبکرؓ نے صورتِ حال کا جائزہ لیا اور خاموشی سے حضرت عائشہؓ کے حجرے میں داخل ہوئے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے رخسارِ مبارک پر بوسہ دیا اور فرمایا "کیا ہی بابرکت تھی آپؐ کی زندگی اور کیا ہی پاکیزہ ہے آپؐ کی موت" پھر باہر تشریف لائے اور منبر پر کھڑے ہو کر فرمایا:

"من کان یعبد محمداً فان محمداً قد مات ومن کان یعبد اللہ فان اللہ حی قیوم!"

"اے لوگو! جو شخص محمدؐ کو پوجتا تھا وہ جان لے کہ محمدؐ فوت ہو گئے اور جو اللہ کی عبادت کرتا تھا تو اللہ زندہ اور قائم رہنے والا ہے"

ایسے موقع پر اگر کوئی ضبط نفس کا مظاہرہ نظر آتا ہے تو وہ صدیق اکبرؓ کی ذات میں ہے۔ فیصلے کی اس گھڑی میں تدبر کی مثال پیش کرتے ہیں تو صدیق اکبرؓ کرتے ہیں۔

اس کے بعد آپؓ نے یہ آیتِ قرآنی تلاوت فرمائی:

"وما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل افائن مات او قتل انقلبتم علیٰ اعقابکم ومن ینقلب علیٰ عقبیہ فلن یضر اللہ شیئاً وسیجزی اللہ الشاکرین!"

"محمدؐ اللہ کے رسول ہیں، ان سے پہلے بھی رسول گزر چکے ہیں۔ اگر محمدؐ وفات پا جائیں یا شہید کر دیے جائیں تو کیا تم اپنی ایڑیوں کے بل پھر جاؤ گے اور جو کوئی اپنی ایڑیوں پر پھر جائے تو وہ اللہ تعالیٰ کو ذرا بھی ضرر نہیں پہنچا سکتا۔ عنقریب اللہ شکر گزار بندوں کو نیک بدلہ عطا فرمائے گا۔!"

قرآن مجید کی یہ آیت پڑھ کر آپؓ نے صحابہؓ کو اس بحران سے صاف نکال لیا۔ یہ کوئی معمولی بات نہیں ہے بلکہ آپؓ کی فہم و فراست کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ دراصل یہ صحبتِ رسول اللہ کے فیض کا نتیجہ تھا کہ اس نازک لمحے میں بھی آپؓ کے قدم نہ ڈگمگاتے۔ یہی وجہ ہے کہ

جذباتی سوچ کے بجائے آپؓ نے خالصتاً قرآن مجید کے فرمان کے مطابق فیصلہ کیا۔ حضرت عمرؓ اور بعض دوسرے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا بیان ہے کہ اس دن یہ آیت سن کر ہمیں یوں محسوس ہوا جیسے اسے پہلی مرتبہ سن رہے ہیں۔ آزمائش کی کٹھن گھڑی میں یوں چٹان کی طرح مضبوط رہ کر صدمے سے دل برداشتہ قوم کو اسلام کے حقیقی مشن کا احساس دلانا صدیقِ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اسلام سے حقیقی شناسائی کی دلیل ہے۔

منصبِ خلافت پر فائز ہونے کے بعد مسجدِ نبویؐ میں حضرت صدیقِ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو خطبہ دیا وہ انصاف کی حقیقی روح اور خلافت کے منصب کی وضاحت کے لیے کافی ہے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ خطبہ اسلامی نظامِ حکومت میں حاکم اور عوام کے درمیان تعلق کی وضاحت کرتا ہے۔ آپؓ نے فرمایا:

"اگر میں اچھا کام کروں تو مجھے مدد دو اور اگر غلط روی اختیار کروں تو میری اصلاح کرو، جب تک خدا اور رسولؐ کی اطاعت کروں میری اطاعت کرو، اور جب میں نافرمانی کروں تو میرے احکام کی تعمیل نہ کرو۔"

عہدِ صدیقی فتنے اور سازشیں:

حضرت ابوبکرؓ کو خلافت کے آغاز ہی میں مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ ایک طرف جھوٹے مدعیانِ نبوت تھے اور دوسری طرف مرتدینِ اسلام اور منکرینِ زکوٰۃ۔ حالات اس بات کی اجازت نہیں دیتے تھے کہ ان پر سختی کی جاتے بلکہ بعض صحابہؓ نے، جن میں حضرت عمرؓ بھی شامل ہیں، آپؓ کو مصلحت کے پیشِ نظر نرم روی کا مشورہ دیا لیکن آپؓ نے اتفاق نہیں فرمایا۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ اسامہ بن زیدؓ کا لشکر بھیجنے پر، مدعیانِ نبوت کی سرکوبی پر، ارتداد اور منکرینِ زکوٰۃ کے فتنے کو دبانے کے موقعہ پر صدیقِ اکبرؓ کا موقف دیگر صحابہؓ کی نسبت اٹل تھا۔ آپؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع اور قرآن حکیم کے صریح احکام میں کسی طرح کی مصلحت بینی کا سہارا نہیں لیا، چنانچہ حسین ہیکل اپنی تصنیف ابوبکرؓ میں تحریر فرماتے ہیں:

"ابوبکرؓ نے مرتدین سے جنگ کرنے کا فیصلہ کر کے اور ان پر کامل تسلط پا کر تاریخ کے دھارے کا رُخ موڑ دیا اور اس طرح گویا نئے سرے سے انسانی تہذیب و تمدن کی بنیاد ڈالی۔"

عہدِ صدیقی کی فتوحات: صدیقِ اکبرؓ نے اپنے مختصر ترین عہدِ حکومت میں جس استقامت

اور پامردی اور فہم و فراست کا ثبوت دیا، اس کی نظیر عالم اسلام میں کہیں اور ملنا ناممکن ہے۔ ابوبکرؓ کے زریں عہدِ حکومت میں اسلامی فتوحات کا آغاز ہوا جنھوں نے بالآخر اس عظیم الشان سلطنت کا رُوپ اختیار کیا جس کے کنارے ایشیا میں ہندوستان اور چین تک، افریقہ میں مصر، تیونس اور مراکش تک، یورپ میں اندلس اور فرانس تک پھیل گئے۔ فتنوں کا قلع قمع کرنے کے بعد آپؓ نے جزیرہ نمائے عرب کے مشرق میں ایران اور مغرب میں روم کی سلطنتوں کی طرف توجہ دی جن سے عراقیوں کی قدیم دشمنی تھی۔ صدیقِ اکبرؓ کی بصیرت نے مستقبل میں آنے والے خطرے کو بھانپ لیا تھا اور وُہ یہ کہ ایرانیوں کو جس وقت بھی موقع ملا وُہ عربوں کو تاخت و تاراج کرنے کی پُوری کوشش کریں گے۔ اسی اثناء میں عرب قبیلہ وائل اور عراقیوں میں جھڑپیں شروع ہوئیں تو آپؓ نے خالد بن ولیدؓ کو وائل کے سردار مثنّٰی بن حارثہ کی مدد کے لیے روانہ کیا خالد نے ایرانیوں کے سپہ سالار ہرمز اور جرنیل قارن کو شکست فاش دی۔ دونوں جنگ میں قتل ہوئے۔ خالد معرکہ پر معرکہ سر کرتے ہوئے فراض تک جا پہنچے۔ فراض وُہ مقام ہے جہاں شام، عراق اور حیرہ کی سرحدیں ملتی ہیں۔ عراق کی فتح کی خوشخبری سن کر ابوبکرؓ نے خالدؓ کو ہرمز کا تاج بخش دیا۔ عراق کی فتح کے بعد آپؓ کے حکم سے خالدؓ نے شام پر فوج کشی کی اور رومیوں کو شکست دی۔ غرض ان معرکوں سے اسلامی فتوحات کے ایک عظیم دور کا آغاز ہوتا ہے۔

(جاری ہے)